# علم الاجسام(Physiology)سے متعلقہ احادیثِ صحیحین کی سائنسی تعبیرات

## *Scientific Interpretations of the Aḥādith of Ṣahihyn Related to Physiology*

**Muhammad Tariq Mahmood*
***Dr. Yasir Farooq*

**Abstract:**

*The most remarkable aspect of the science of hadith is its status as a fountainhead of all knowledge and disciplines. In addition to information from various fields, the blessed hadiths also contain numerous scientific revelations. Just as the Holy Qur'an includes scientific insights, there are many hadiths of the Prophet (peace be upon him) that expound on these insights with scientific accuracy. The prophetic hadiths offer guidance on medical treatments, the nature of diseases, and other scientific realities. Similar to the Holy Qur'an, the blessed hadiths serve as a comprehensive scientific encyclopedia. It is undeniable that the science of hadith facilitates scientific research. All scientific disciplines are based on physics, biology, and psychology. A thoughtful examination of the prophetic hadiths reveals that the teachings of the Prophet (peace be upon him) illuminate various aspects of these scientific fields. Consequently, the hadiths provide essential insights into physiology, a branch of biology. This paper explores the scientific interpretations of hadiths related to physiology, drawing from the research of Urdu commentators of Sahihain.*

**Keywords:** *Hadith Science, Scientific Insights, Prophetic Guidance, Medical Treatments, Physiology.*

**تعارف**

علم حدیث کا سب سے بڑا اعجاز یہ ہے کہ یہ مبارک علم تمام علوم و فنون کا سرچشمہ ہے،دیگر علمی شعبہ جات سے متعلقہ معلومات کے علاوہ سائنس سے متعلقہ کئی انکشافات بھی احادیث مبارکہ میں موجود ہیں،اگر قرآن پاک میں سائنسی انکشافات موجود ہیں تو قرآن مجید کی ان سائنسی انکشافات سے بھرپور آیات کی تشریح و توضیح کرنے والی سائنسی حقائق پر مشتمل احادیث نبویہ کی بھی ایک بڑی تعداد موجود ہے،حدیث نبویؐ علم العلاج،ماہیت امراض اور دیگر سائنسی حقائق کے بارے میں ایک مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے،قرآن مجید کی طرح احادیث مبارکہ بھی کسی سائنسی انسائیکلوپیڈیا سے کم نہیں ہیں،اور س بات سے بھی انکار ممکن نہیں کہ علم حدیث سائنسی تحقیقات کی راہیں ہموار کرتا ہے۔

.........................................

**M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies,Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.*
***Lecturer, Department of Islamic Studies,Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.*

تمام سائنسی علوم کا دار و مدار طبیعیات (Physics)، حیاتیات (Biology)اور نفسیات(Psychology)پر ہے،اگر احادیث نبویہ پر غور وفکر کیا جائے تو یہ بات منکشف ہوتی ہے کہ رسول اللہؐ کے ارشادات میں کسی نہ کسی صورت میں تقریباان تمام سائنسی علوم پر روشنی ڈالی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ حیاتیات کی شاخ علم الاجسام(Physiology) کے بارے میں بھی حدیث نبویؐ میں بہت سی بنیادی معلومات کا احاطہ کیا گیا ہے۔اس مقالہ میں حیاتیات کی شاخ علم الاجسام سے صحیحین کے اردو شارحین کی تحقیقات کی روشنی میں متعلقہ احادیث کی سائنسی تشریحات پیش کی گئی ہیں۔

**بنیادی سوال تحقیق:**

کیااحادیث مبارکہ میں علم الاجسام سے متعلق سائنسی حقائق موجود ہیں اور کیا وہ حقائق جدید میڈیکل سائنس سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہیں؟

**منہج تحقیق:**

مقالہ ہذا میں یہ طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے احادیث میں مذکور علم الاجسام سے متعلق حقائق کا مختصر تعارف پیش کیا جائے گا پھر ان سے متعلقہ احادیث کو ذکر کرتے ہوئے حدیث نبویؐ کی سائنسی وضاحت کیلئے ماہرین کی آراء،جدید سائنسی تحقیقات اور صحیحین کے شارحین کے کلام سے استفادہ کیا جائے گا۔

**علم الاجسام(Physiology)اور احادیث نبویہ:**

حیاتیات(Biology)کی وہ شاخ جس میں انسانی جسم کے مختلف نظاموں کی ساخت اور افعال کا مطالعہ کیا جائے اسے علم الاجسام یا علم الابدان کہتے ہیں،اور خاص طور پر انسانی اعضاء کی ساخت کے علم کو علم تشریح الاعضاء یا تشریحات(Anatomy)کہتے ہیں۔[1]

احادیث نبویہ میں علم الاجسام اور اس کی ذیلی شاخوں علم الجنین(Embryology)،جینیاتی سائنس(Genetic Science)اور علم العظام(Ostyology)وغیرہ کے بارے میں بے شمار انکشافات کئے گئے ہیں مثلارحم مادر میں انسانی تخلیق کی ابتداء،بچے کی جنس کے تعین(Gender Determination)اور جنین کی نشوو نما کے ارتقائی مراحل(Evolutionary Stages Of Development)،جینیات(Genetics)اورڈی این اے(DNA)،انسانی ہڈیوں اور جوڑوں کی تعداد،دُمچی کی ہڈی(Coccyx)اور دورانِ خون(Blood Circulation)وغیرہ،دور حاضر کی سائنسی تحقیقات نے بھی ان حقائق کو ویسا ہی پایا ہے جیسے رسول کریمؐ کے فرامین میں ذکر کیا گیا ہے۔

**جنین کے تخلیقی مراحل(Developmental stages of the embryo)سے متعلقہ احادیث کی سائنسی تشریحات:**

نفسِ انسانی اپنے اندر متعدد عجائب قدرت سموئے ہوئے ہے، انسانی جان میں مخفی ان عجائب قدرت پر غور وفکر کی دعوت قرآن مجید میں اس طرح سے دی گئی ہے کہ خالق کائنات کا ارشاد ہے:

"وَفِي ٱلۡأَرۡضِ ءَايَٰتٞ لِّلۡمُوقِنِينَ ‎ وَفِيٓ أَنفُسِكُمۡۚ أَفَلَا تُبۡصِرُونَ"[2]

"اور زمین میں یقین رکھنے والوں کیلئے کئی نشانیاں ہیں اور تمہاری اپنی جانوں میں بھی کیا پس تم دیکھتے نہیں؟"

نفس انسانی میں قدرت الٰہی کی جو نشانیاں پوشیدہ ہیں ان میں سے ایک نشانی انسانی جان کی تخلیق اور پیدائش سے پہلے اس کی نشو ونما کے مراحل ہیں جسے جدید میڈیکل سائنس کی اصطلاح میں علم الجنین (Embryology) کا نام دیا جاتا ہے، قرآن مجید میں انسان کے مادہ تخلیق اور تکوینی مراحل کا بیان جدید طبّی تحقیقات سے کامل مطابقت رکھتا ہے[3]، قرآن مجید میں جنین کی تخلیق کے ارتقائی مراحل کو مختلف مقامات پر بیان کیا گیا ہے، ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا ٱلۡإِنسَٰنَ مِن سُلَٰلَةٖ مِّن طِينٖ ‎ ثُمَّ جَعَلۡنَٰهُ نُطۡفَةٗ فِي قَرَارٖ مَّكِينٖ ‎ ثُمَّ خَلَقۡنَا ٱلنُّطۡفَةَ عَلَقَةٗ فَخَلَقۡنَا ٱلۡعَلَقَةَ مُضۡغَةٗ فَخَلَقۡنَا ٱلۡمُضۡغَةَ عِظَٰمٗا فَكَسَوۡنَا ٱلۡعِظَٰمَ لَحۡمٗا ثُمَّ أَنشَأۡنَٰهُ خَلۡقًا ءَاخَرَۚ فَتَبَارَكَ ٱللَّهُ أَحۡسَنُ ٱلۡخَٰلِقِينَ"[4]

"اور بلا شبہ یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے ایک خلاصے سے پیدا کیا ہے، پھر ہم نے اسے ایک قطرہ بنا کر ایک محفوظ ٹھکانے میں رکھا، پھر ہم نے اس قطرے کو جما ہوا خون بنایا، پھر ہم نے اس جمے ہوئے خون کو ایک بوٹی بنایا، پھر ہم نے اس بوٹی کو ہڈیاں بنایا، پھر ہم نے ان ہڈیوں کو کچھ گوشت پہنایا، پھر ہم نے اسے ایک اور صورت میں پیدا کر دیا، سو بہت برکت والا ہے اللہ جو پیدا کرنے والوں میں سب سے اچھا ہے"

جدید میڈیکل سائنس کی رو سے نطفہ ابتدائی مرحلہ میں رحم کی دیوار کے اندر جمی ہوئی شکل میں ہوتا ہے، اس سے اگلے مرحلے میں وہ رحم کی دیوار کے ساتھ چمٹ کر لٹکنے لگ جاتا ہے اور اسی کو علقۃ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس سے اگلے مرحلے میں یہ گوشت کے چبائے ہوئے ٹکڑے کی صورت اپنا لیتا ہے جسے قرآن کریم میں مضغۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔[5]

حیرت انگیز امر یہ ہے کہ ماضی قریب تک سائنسدانوں کو جنین کے تکوینی مراحل کے بارے میں اس طرح سے یقینی طور پر علم نہ تھا جس طرح قرآن مجید میں ان مراحل کو بیان کیا گیا ہے، سترہویں صدی میں خورد بین کی ایجاد ہوئی تو اس کے ذریعے جراثیمِ حیات (Life Germs) کا انکشاف ہوا جس سے **"نظریہ نمو وبروز"** (Performation Theory) وجود میں آیا، اس نظریے کا خلاصہ یہ تھا کہ جنین پر کوئی نئی ارتقائی کیفیت طاری نہیں ہوتی بلکہ انسان کے تخم حیات میں ایک چھوٹا سا

کامل انسان داخلی وخارجی اعضاء سمیت اپنا وجود رکھتا ہے جو کہ تدریجا نشو ونما پاکر مکمل انسان بن جاتا ہے،انیسویں صدی تک عموما علم طب و تشریح الاعضاء میں **"نظریہ نمو وبروز"** ہی کو تسلیم واختیار کیا جاتا تھا بالآخر انیسویں صدی کے اواخر میں ارنسٹ ہیکل(Ernst Hackel)نے جب اس علم کے بارے میں مزید تحقیقات پیش کیں تو علم الجنین نے قیاس آرائیوں کی بجائے استقراءاور مشاہدات کارخ کیا۔[6]

سترہویں صدی تک میڈیکل سائنس کی تحقیق یہ تھی کہ انسان کی پیدائش میں صرف مرد کا نطفہ ہی کردار ادا کرتا ہے،اٹھارہویں صدی میں جب عورت کے خلیے(Cell)کاانکشاف ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ بچے کی تخلیق میں عورت کے خلیے کااساسی کردار ہوتا ہے جبکہ مرد کانطفہ صرف افزائش کا کردار ادا کرتا ہےاور بیسویں صدی میں اس علم کے بارے میں جب تحقیق آخری مراحل میں پہنچی تو معلوم ہوا کہ ماں کا پیٹ لیبارٹری کی مانند ہےاور ماں کے پیٹ میں جنین کی نشو ونما کا عمل مختلف مرحلوں سے گزرتا ہے، سائنسدانوں نے جنین کی نشو ونما کے یہ مراحل معلوم کرنے کا سائنسی نظام (علم الجنین) کو بیسویں صدی میں دریافت کیا[7] جسے سب سے پہلے سٹریٹر(Streeter)نے 1941ءمیں ایجاد کیا[8]، بیسویں صدی سے قبل کسی کو اس بارے میں صحیح علم نہیں تھا محض قیاس آرائیاں تھیں جبکہ قرآن وحدیث میں جنین کے بارے میں مذکورہ بالا حقائق کو ساڑھے چودہ سو سال قبل بیان کر دیا گیا تھا۔

جنین کی قبل از ولادت نشو ونما کے بارے میں قرآن کے بیان کردہ حقائق کی طرح احادیث نبویہ میں بھی جنین کے ان تطوراتی مراحل کا ذکر کیا گیا چنانچہ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ فِي ذَلِكَ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ فِي ذَلِكَ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَلَكُ فَيَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ"[9]

"تم میں سے ہر ایک شخص کا مادہ تخلیق چالیس دن تک اس کی ماں کے پیٹ میں (نطفہ کی شکل میں) جمع کیا جاتا ہے، پھر وہ اتنی مدت (چالیس دن) کیلئے علقہ (جونک کی طرح رحم کی دیوار کے ساتھ چپکا ہوا) رہتا ہے، پھر اتنی ہی مدت مضغہ کی شکل میں رہتا ہے (جس میں ریڑھ کی ہڈی کے نشانات دانت سے چبائے جانے کے نشانات سے مشابہ ہوتے ہیں) پھر اللہ تعالی فرشتے کو بھیجتا ہے (جو پانچویں مہینے نیوروسیل یعنی دماغ کی تخلیق ہو جانے کے بعد) اس میں روح پھونکتا ہے"[10]

**اور صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:**

"إِذَا مَرَّ بِالنُّطْفَةِ ثِنْتَانِ وَأَرْبَعُونَ لَيْلَةً،بَعَثَ اللهُ إِلَيْهَا مَلَكًا،فَصَوَّرَهَا وَخَلَقَ سَمْعَهَا وَبَصَرَهَا وَجِلْدَهَا وَلَحْمَهَا وَعِظَامَهَا،ثُمَّ قَالَ:يَا رَبِّ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى ؟فَيَقْضِي رَبُّكَ مَا شَاءَ،وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ"[11]

''جب نطفہ پر بیالیس راتیں گزر جاتی ہیں (یعنی جب وہ علقہ کے بعد مضغہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتے کو بھیجتا ہے جو اس کی شکل وصورت دیتا ہے اور اس کے کان، آنکھیں، جلد، گوشت اور ہڈیاں بناتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے پوچھتا ہے یہ لڑکا ہو گا یا لڑکی؟ تو تیرا رب جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے اور فرشتہ اسے لکھ لیتا ہے''

آج سے کچھ عرصہ پہلے تک علم الجنین کے ماہرین کی تحقیق یہ تھی کہ ماں کے رحم میں ہڈیاں اور گوشت بننے کا عمل ایک ساتھ ہی ہوتا ہے مگر دور حاضر میں خوردبینی مشاہدات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ماں کے رحم میں بچے کی نشوونما اس طرح سے ہوتی ہے کہ پہلے کرکری نسوں سے ہڈیاں وجود میں آتی ہیں پھر اس کے بعد کچھ مخصوص خلیے باہم مل کر ان ہڈیوں کے گرد غلاف سا بنا لیتے ہیں، اور یہی بات قرآن وحدیث میں مذکور ہے۔[12]

ڈاکٹر کیتھ مور(Keith Moore)علم الجنین کے ماہر شمار کئے جاتے ہیں، وہ یونیورسٹی آف ٹورنٹو، کینیڈا میں شعبہ اناٹومی کے سربراہ رہے، وہ مور علم الجنین کے بارے میں قرآن وحدیث کے بیان کردہ حقائق کا مطالعہ کرنے بعد اعتراف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''قرآن اور متفق علیہ احادیث میں بیان شدہ علم الجنین سے متعلق زیادہ تر معلومات اس میدان کے جدید انکشافات سے مکمل موافقت رکھتی ہیں اور ان سے کسی طور پر اختلاف نہیں رکھتیں بلکہ اس بارے میں بعض معلومات ایسی ہیں جن سے میں خود آگاہ نہیں ہوں اور علم الجنین پر موجود جدید دستاویزات اور تحقیقات میں بھی اس کا کوئی ذکر نہیں ہے''[13]

بیلر کالج آف میڈیسن، ہوسٹن امریکہ کے شعبہ امراض نسواں اور زچہ وبچہ کے سربراہ ڈاکٹر جو لے سمپسن(Dr Joe Leigh Simpson)نے مذکورہ بالا دو احادیث نبویہ کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے کے بعد درج ذیل تاثرات پیش کئے:

''جنین کے پہلے چالیس دن اس کی تخلیق کے ناقابل شناخت مرحلے پر مشتمل ہوتے ہیں جبکہ یہ دو احادیث ابتدائی چالیس دنوں میں بیشتر جنینی ارتقاء کا متعین ٹائم ٹیبل فراہم کرتی ہیں، یہ

احادیث جب ارشاد فرمائی گئیں اس وقت کے میسر سائنسی علم کی بنا پر اس طرح سے بیان نہیں کی جاسکتی تھیں (یعنی اس بارے میں نبیؐ کے فرمودات بھی الہامی ہیں)"[14]

**جنین میں نفخِ روح سے متعلق جدید میڈیکل سائنس کے ایک اشکال کا ازالہ:**

جنین میں روح کب ڈالی جاتی ہے اس بارے میں حدیث نبویؐ میں بیان کی گئی بات بظاہر جدید طبّی تحقیقات کے مخالف نظر آتی ہے، شارح صحیح بخاری عبدالستار حماد اس ظاہری تضاد کا ازالہ اس طرح سے کرتے ہیں:

"اس حدیث کے مطابق حمل ٹھہرنے کے چوتھے مہینے میں روح ڈال دی جاتی ہے جبکہ طب جدید کا دعوی ہے کہ چار ماہ سے پہلے ہی حمل میں جان پڑ جاتی ہے اور اس میں حرکت وغیرہ پیدا ہو جاتی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں مذکور جان سے مراد نفس ناطقہ مدرکہ ہے جس سے انسان میں ادراک اور شعور پیدا ہوتا ہے، اسے روح انسانی بھی کہا جاتا ہے اور قرآن نے اسے امر ربی قرار دیا ہے، اس کے برعکس روح حیوانی پہلے سے ہی نطفے کے اندر موجود ہوتی ہے، یہ روح حیوانی موت کے وقت ختم ہو جاتی ہے، دوسرے لفظوں میں چار ماہ سے پہلے حرکت، حرکت نمو و بڑھوتری ہوتی ہے جو نباتات میں بھی پائی جاتی ہے"[15]

**جینیاتی سائنس(Genetic Science) سے متعلقہ احادیث کی سائنسی تعبیرات:**

تخلیق انسان میں قدرت الہی کے بے حساب مظاہر مخفی ہیں سائنس کی روز بروز ترقی ان مظاہر قدرت کو نت نئے طریقوں سے نمایاں کر رہی ہے انہی میں سے قدرت الہی کا ایک مظہر جینیاتی سائنس(Genetic Science) بھی ہے، سائنسی تحقیقات بتاتی ہیں کہ ایک انسان لاتعداد خلیوں سے مرکب ہو کر وجود میں آیا ہے، ہر خلیہ متعدد جین کی قیام گاہ ہوتا ہے اور یہ جین انسان کی صلاحیتوں اور قوتوں پر اثرانداز ہوتے ہیں، جینیاتی سائنس اس امر کو بھی واضح کرتی ہے کہ ایک انسان کے جسم کے اجزاء دوسرے انسان کے جسم سے یکسر مختلف ہوتے ہیں اور یہ کہ انسان کی بعض خصوصیات بھی موروثی طور پر آگے منتقل ہوتی رہتی ہیں۔[16]

عصر حاضر کی طبّی تحقیقات میں جینیاتی انجینئیر نگ(Genetic Engineering) کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے، ماضی قریب تک یہ ممکن نہیں تھا کہ کسی آدمی کے جینز(Genes) کی جانچ پرکھ کے ذریعے اس کے حسب ونسب اور اس کی زندگی میں ممکنہ امراض وغیرہ کے بارے میں حقائق کو معلوم کیا جاسکے مگر اب یہ سب جینیاتی انجینئیر نگ کی بدولت ممکن

ہوا ہے[17]، جینیات کا علم تو حال ہی میں دریافت ہوا ہے مگر قرآن مجید اور سنت نبویہ میں جینیات (Genetics) کے بارے میں حقائق کی طرف واضح و قوی اشارہ جات موجود ہیں، خالق کائنات کا ارشاد گرامی ہے:

"وَمِنْ ءَايَـٰتِهِۦ خَلْقُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَـٰفُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَٰنِكُمْ ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَـَٔايَـٰتٍ لِّلْعَـٰلِمِينَ"[18]

"اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا مختلف ہونا، بلاشبہ اس میں جاننے والوں کیلئے کئی نشانیاں ہیں"

ایک اور جگہ فرمایا:

"يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَآءً"[19]

"اے انسانو! اپنے اس رب سے ڈر جاؤ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اس سے اس کی بیوی کو پیدا کیا پھر ان دونوں سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا"

امریکہ کی مختلف یونیورسٹیوں کے اسکالرز نے نسلی تولیدگی کی نوعیت کا خصوصی مطالعہ کرنے کے بعد اس بارے میں کئی ثبوت پیش کئے ہیں کہ موجودہ انسان اگرچہ رنگ و نسل اور شکل و شباہت وغیرہ خصائص میں دوسروں سے مختلف ہوتا ہے لیکن تولید اور جِبلّت کے اعتبار سے تمام انسان ایک ہی سلسلے کی پیداوار ہیں۔[20]

احادیث مبارکہ میں اس امر کو بخوبی اجاگر کیا گیا ہے کہ بچے میں موروثی خصوصیات یعنی ماں باپ یا دادا پڑدادا وغیرہ کی عادات ومزاج نسل در نسل منتقل ہوتی رہتی ہیں چنانچہ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہؐ کے پاس آیا اور کہا یارسول اللہ! میری بیوی نے کالا لڑکا جنا ہے تو آپ نے اس سے پوچھا: کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، آپ نے پوچھا: ان کے رنگ کیسے ہیں؟ اس نے جواب دیا: سرخ، آپ نے مزید استفسار کیا کہ کیا ان میں خاکی رنگ کے اونٹ بھی ہیں تو اس نے اثبات میں جواب دیا، آپؐ نے اس سے سوال کیا: سرخ اونٹوں میں خاکی رنگ کے اونٹ کہاں سے آ گئے؟ تو اس نے کہا: میرا خیال ہے کہ کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا جس کی وجہ سے ایسا اونٹ پیدا ہوا، اس پر آپؐ نے فرمایا:

"فَلَعَلَّ ابْنَكَ هَذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ"[21]

"پھر ایسا بھی ممکن ہے کہ تیرے بیٹے کا رنگ بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہو"

علامہ غلام رسول سعیدی اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''لعلہ نزعہ عرق یعنی سرخ رنگ کے اونٹ نے خاکستری رنگ کو شاید اپنی طرف کھینچ لیا ہو اور اس پر اس کا رنگ غالب آگیا ہو یعنی اس کے مشابہ ہو گیا ہو اور العرق کا معنی ہے نسب، اور فلعل ابنک ھذا نزعہ عرق کا مطلب ہے شاید تمہارے بیٹے نے سیاہ رنگ اپنے کسی باپ دادا کے رنگ سے کھینچ لیا ہو (اس لئے اس کا رنگ تمہاری طرح سفید کی بجائے کالا ہو)''[22]

سنن ترمذی میں حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيعِ الأَرْضِ،فَجَاءَ بَنُو آدَمَ عَلَى قَدْرِ الأَرْضِ،فَجَاءَ مِنْهُمُ الأَحْمَرُ وَالأَبْيَضُ وَالأَسْوَدُ وَبَيْنَ ذَلِكَ،وَالسَّهْلُ وَالحَزْنُ وَالخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ"[23]

''اللہ تعالی نے ساری زمین کے ہر حصے سے ایک مٹھی مٹی لے کر اس سے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا چنانچہ آدمؑ کی اولاد اس مٹی کے لحاظ سے ہوئی، کئی سرخ ہیں اور کئی سفید، کئی سیاہ ہیں اور کئی ان کے بین بین، کئی نرم خو ہیں اور کئی سخت طبیعت، کئی بری طبیعت کے مالک ہوتے ہیں اور کئی اچھی اور عمدہ طبیعت والے اور کئی ان کے درمیان درمیان ہیں''

اور صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا:

"لَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا قَطُّ"[24]

''اگر حواء نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے شوہر سے کبھی خیانت نہ کرتی''

مؤخر الذکر دونوں حدیثیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ عادات و اطوار ماں باپ سے اولاد میں منتقل ہوتی رہتی ہیں، بالخصوص دوسری حدیث تو اس بارے میں بالکل واضح ہے کہ اس میں عورت کی اس عادت کو بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے خاوند کو اس کام پر آمادہ کر ہی لیتی ہے جس کام پر وہ آمادہ نہ ہو رہا ہو اور عورتوں میں یہ عادت ان سب کی ماں حضرت حوا کی جانب سے منتقل ہوئی ہے۔

حضرت ابن عباس کی مندرجہ ذیل حدیث انسان کی توارثی خصوصیات اور ان کے نسل در نسل انتقال کے بارے میں مزید صریح ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

"النَّاسُ مَعَادِنُ وَالْعِرْقُ دَسَّاسٌ"[25]

''لوگ کان ہیں (یعنی معدنیات کی کانوں کی طرح مختلف صفات کے حامل ہیں) اور رگ چھپی ہوئی ہوتی ہے''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچے میں وہ خصلتیں بھی ظاہر ہو سکتی ہیں جو اس کے والدین میں تو نہ ہوں لیکن اس کے اجداد میں سے کسی میں پائی جاتی ہوں اور اسی کو جدید سائنس کی اصطلاح میں منحسر وراثت( Recessive Inheritance)کہتے ہیں، گریگور مینڈل(Gregor Mendel)کو جینیاتی علوم کا مؤسس اول کہا جاتا ہے، گریگور نے1865ء میں مٹر کے پودوں پر تجربہ کرکے بشمول منحسر وراثت کے اصول کے جینیاتی اصول متعارف کرائے، گویا منحسر وراثت کا تصور سب سے پہلے گریگور نے پیش کیا حالانکہ نبی اکرمؐ تقریباً ڈیڑھ ہزار سال قبل اپنے ارشادات میں اس کی تشریح فرما چکے ہیں۔[26]

**دُمچی کی ہڈی(Coccyx)سے متعلقہ احادیث کی سائنسی تشریح:**

اللہ عزوجل نے انسانی جسم کی تخلیق اس طرح سے فرمائی ہے کہ گوشت پوست، عضلات اور خون کی طرح ہڈیاں بھی اس کا اہم ترین جزو ہیں،انسانی جسم میں ہڈیوں کا پورا ایک جال بچھا ہوا ہے اور پورا جسم ہڈیوں کے ایک پنجر اور ڈھانچے کے سہارے قائم ہے،انسانی ڈھانچے میں عمود فقری(Vertebral Column)بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے، یہ جسم کی تمام ہڈیوں کیلئے ایک مضبوط بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے، یہ جسم کے پچھلے حصے میں بدن کے درمیان میں واقع ہوتا ہے جس کی وجہ سے جسم کی ہر ہڈی بالواسطہ یا بلا واسطہ اس کا سہارا لیتی ہے، عمود فقری ایک لمبی نالی کی مانند ہوتا ہے جس میں حرام مغز(Spinal Cord)محفوظ رہتا ہے، عمود فقری33 چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں سے مرکب ہوتا ہے جن میں سے ہر ٹکڑے کو فقرہ یا مہرہ کہتے ہیں[27]، عمود فقری کی جڑ میں ایک چھوٹی سی ہڈی ہوتی ہے جسے عربی میں عجب الذنب اور اردو میں بن دم اور دمچی کی ہڈی کہا جاتا ہے،اس ہڈی میں ایک خصوصیت یہ پائی جاتی ہے کہ دمچی کی ہڈی ہر انسان کی اپنی اپنی ہوتی ہے کیونکہ اس میں ماں کی وہ تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں کہ جن سے ایک نئے انسان کا پیدا ہونا ممکن ہوتا ہے اور یہ ہڈی گلنے سڑنے حتی کہ جلنے سے بھی ختم نہیں ہوتی۔[28]

ماہرین کے مطابق دمچی کی ہڈی میں وہ ابتدائی لکیریں اور ابھار موجود ہوتے ہیں جن سے جنین کے خلیوں کی بناوٹ اور ترتیب کی ابتدا ہوتی ہے اور جنین کے تین اہم حصے یعنی جنین کی بیرونی تہہ(Ectoderm)،درمیانی بافتی تہہ(Mesoderm)اور اندرونی تہہ(Endoderm)وجود پاتے ہیں اور یہ تینوں حصے جنین کی بناوٹ اور شکل وصورت کی تکمیل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں،ایک مشہور جرمن سائنسدان نے اس بات کو باقاعدہ کئی تجربات کے ذریعے ثابت کیا ہے[29]،جدید سائنس پر یہ راز تو اب منکشف ہوئے ہیں جبکہ نبی کریمؐ نے دمچی کی ہڈی کے بارے میں مذکورہ حقائق آج

سے کئی صدیاں پہلے بیان کر دیئے تھے چنانچہ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث نبویؐ کے الفاظ ہیں:

"لَيْسَ مِنَ الإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلَى، إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ، وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الخَلْقُ يَوْمَ القِيَامَةِ"[30]

''انسان کے جسم کا کوئی حصہ نہیں مگر وہ بوسیدہ ہو جاتا ہے سوائے ایک ہڈی کے، وہ دُمچی کی ہڈی کا آخری حصہ ہے، اسی سے انسان کی پیدائش کی ابتدا ہوئی اور قیامت کے دن اسی سے مخلوق کو جوڑا جائے گا(دوبارہ اٹھایا جائے گا)''

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے:

"كُلُّ ابْنِ آدَمَ يَأْكُلُهُ التُّرَابُ، إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ مِنْهُ خُلِقَ وَفِيهِ يُرَكَّبُ"[31]

''پورے ابن آدم کو مٹی کھا جاتی ہے سوائے دمچی کی ہڈی کے، اسی سے انسان پیدا کیا گیا اور اسی سے اسے پھر سے جوڑا جائے گا''

جدید عصری تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ دُمچی کی ہڈی سے انسانی تخلیق کا آغاز ہوتا ہے اور یہ کہ انسان کی موت کے بعد بھی یہ ہڈی جوں کی توں سلامت رہتی ہے حتی کہ اسے طاقتور ترین تیزاب اور تابکاری شعاؤں کے ذریعے بھی ختم نہیں کیا جا سکتا، اور اس میں وہ خصوصیات باقی رہتی ہیں کہ جن سے ایک مکمل انسان وجود میں آ سکتا ہے اس طرح سے جدید تحقیقات اور نبیؐ کے فرمان میں کامل مطابقت پائی جاتی ہے کہ جو بات نبیؐ ساڑھے چودہ صدیاں قبل ارشاد فرمائی تھی آج سائنس بھی اسی بات کو ثابت کر رہی ہے۔

### انسانی بدن میں دل کی اہمیت سے متعلقہ احادیث کی سائنسی تعبیر و تشریح:

دل انسانی جسم میں مرکزی عضو کی حیثیت کا حامل ہے، دل ناشپاتی کی طرح دکھائی دیتا ہے اور اس کی رنگت سرخی مائل یا چاکلیٹ کلر کی ہوتی ہے، اس کی لمبائی تقریبا15 سینٹی میٹر اور چوڑائی تقریبا10 سینٹی میٹر ہوتی ہے اور وزن تقریبا340 گرام ہوتا ہے، یہ انسان کے سینے کے درمیان میں مخصوص جھلیوں(Legament)کے ذریعہ معلق ہوتا ہے، ویسے تو دل کے کل چار خانے(Chambers)ہوتے ہیں لیکن ان میں سے صرف دایاں اور بایاں چیمبر خون کی پمپنگ اور پورے جسم میں خون کی ترسیل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں، انسان کا دل روزانہ 90ہزار کیلو میٹر طویل شریانوں میں خون کو پمپ کرتا ہے اور یہ مقدار اتنی ہوتی ہے کہ اس سے 15100 لیٹر کی ٹینکی کو بھرا جا سکتا ہے۔[32]

ایک تندرست وتوانااور بیماریوں سے محفوظ جسم میں خون کی گردش اور ترسیل احسن انداز سے ہونے کیلئے دل کا تندرست وتوانا ہونا نہایت ہی ضروری ہے تاکہ وہ خون کو پمپ اور منتقل کرنے کی ذمہ داری کو بطریق احسن ادا کرسکے کیونکہ دل بدن کے فاسد خون کو کاربن ڈائی آکسائید(Corbon Dioxide)کے اخراج اور آکسیجن(Oxygen)کے حصول کیلئے پھیپھڑوں میں بھیجتاہے پھر پھیپھڑوں سے آکسیجن سے بھرپور خون لے کر شہ رگ اور باقی شریانوں کے ذریعے پورے جسم میں منتقل کردیتاہے یہی وجہ ہے کہ دل کی خرابی سے تمام اعضائے جسم کی صحت کو خطرات لاحق ہوجاتے ہیں[33]،فی زمانہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ شدید نفسیاتی دباؤ کے سبب دل کا خون کو پمپ کرنے کا عمل تعطل کا شکار ہو سکتا ہے جسے Stress Cardiomyopathy کہاجاتاہے اور یہ دباؤ انتہائی شدید ہونے کی صورت میں دل کے دفعتاً کام چھوڑنے کی وجہ سے آدمی فی الفور لقمہ اجل بھی بن سکتاہے۔[34]

دل کے بارے میں ان تمام باتوں سے ہم آج سائنسی تحقیقات کی بدولت آگاہ ہوئے ہیں حالانکہ نبی کریمؐ نے صدیوں پہلے اپنے فرامین میں دل کی اہمیت اور انسانی جسم میں اس کے اساسی کردار کو واضح کردیا تھا چنانچہ صحیحین میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ارشاد نبویؐ ہے:

"أَلَا وَإِنَّ فِي الجَسَدِ مُضْغَةً: إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ القَلْبُ"[35]

''خبردار! جسم میں گوشت کاایک ایسا ٹکڑاہے اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جائے گا اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جائے گا؛یاد رکھو! وہ (ٹکڑا)دل ہے''

اور مسند احمد کی روایت کے لفظ ہیں:

"إِنَّ فِي الْإِنْسَانِ مُضْغَةً، إِذَا سَلِمَتْ وَصَحَّتْ، سَلِمَ سَائِرُ الْجَسَدِ وَصَحَّ، وَإِذَا سَقِمَتْ سَقِمَ سَائِرُ الْجَسَدِ، وَفَسَدَ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ"[36]

''انسان میں گوشت کاایک ٹکڑاہے جب وہ سلامت اور تندرست ہو تو سارا جسم سلامت اور تندرست ہوتا ہے اور جب وہ بیمار ہو تو باقی جسم بھی بیمار ہوتاہے اور بگاڑ کا شکار ہو جاتا ہے، سنو! وہ دل ہے''

عبدالستار حماد شرعی اور طبّی لحاظ سے انسانی دل اہمیت کواس طرح بیان کرتے ہیں:

"اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باطنی صلاح وفساد کا دار و مدار انسان کے دل پر ہے، جس شخص کے دل میں بگاڑ ہوگا اس کے دیگر اعضاء سے صادر ہونے والے اعمال بھی اس کے آئینہ دار ہوں گے،اس کے ساتھ ایمان کا تعلق ہے اور یہی محل نیت ہے، حلال و حرام اور مشتبہات میں فیصلے کیلئے بھی دل درست رہنمائی کرتا ہے بشرطیکہ دل فتنہ و فساد کا شکار نہ ہو، طبّی لحاظ سے بھی اعضاء کی صحت وسقم کا مدار دل پر ہے، اگر اس میں بگاڑ آجائے تو پورے جسم کا نظام بگاڑ کا شکار ہو جاتا ہے"[37]

**دورانِ خون(Blood Circulation)سے متعلقہ حدیث کی سائنسی تشریح:**

انسان کے جسم میں گردش خون کا ایک مکمل نظام موجود ہے جسے نظامِ دورانِ خون(Circulatary System) کہا جاتا ہے، یہ نظام پورے بدن میں خون کے انتقال اور روانی کو قائم رکھتا ہے اور خون کی گردش کے سبب انسانی جسم کے خلیوں تک غذا اور آکسیجن باہم پہنچتے ہیں، نظام دورانِ خون کی بدولت انسانی جسم کیلئے غیر ضروری اور ضرر رساں اجزاء اور ناکارہ کیمیائی مرکبات جگر، گردوں اور پھیپھڑوں کی مدد سے خارج ہو جاتے ہیں اس طرح سے یہ نظام خلیات کے غذائی نظام اور بیرونی فضاء کے مابین رابطے کا قوی ذریعہ ٹھہرتا ہے، نظام دورانِ خون کے سبب ایک صحت مند دل روزانہ تقریباً ایک لاکھ سے زائد مرتبہ دھڑکتا ہے اور ایک منٹ میں تقریباً پانچ لیٹر اور یومیہ تقریباً دس ٹن خون پمپ کرتا ہے، نظامِ دورانِ خون دل، خون، شریانی عروق شعریہ اور وریدی عروق شعریہ پر مشتمل ہوتا ہے۔[38]

یورپی مؤرخین کا دعویٰ ہے کہ دورانِ خون کا نظام سترہویں صدی، سن 1628 عیسوی میں دریافت ہوا اور یہ کہ اس کا دریافت کنندہ ولیم ہاروے(William Harvey) تھا، 1924ء میں مصر کے ایک ڈاکٹر محی الدین الطاوی نے اپنے ڈاکٹریٹ کے تحقیقی مقالہ میں یہ ثابت کیا کہ ہاروے سے چار صدیاں قبل ایک مسلم سائنسدان ابن نفیس القرشی نے 1236ء میں دورانِ خون کے نظام کو دریافت کیا اور 1957ء میں معروف خبر رساں ایجنسی رائٹر، لندن نے بھی مذکورہ تحقیق کی تائید کی، اس میں کوئی شک نہیں کہ نظامِ دورانِ خون کا انکشاف نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارے نبیؐ نے ساڑھے چودہ صد برس پہلے اپنے فرمان میں دورانِ خون کا ذکر فرمادیا تھا[39]، چنانچہ صحیحین میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی نبی کریمؐ کا ارشاد گرامی ہے:

"إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ"[40]

''بلاشبہ شیطان انسان(کے جسم)میں ایسے دوڑتا ہے جیسے (جسم میں)خون دوڑتا ہے''

علامہ غلام رسول سعیدی اس حدیث کی شرح میں رقم طراز ہیں:

''اس حدیث کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ جس طرح خون انسان سے جدا نہیں ہوتا اسی طرح شیطان بھی اس سے جدا نہیں ہوتا(بلکہ ہر وقت انسان کے ساتھ رہ کر وسوسہ ڈالتا رہتا ہے)اور اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ شیطان انسان کے لطیف مسامات میں وسوسے ڈالتا ہے اور وہ وسوسے اس کے دل(یعنی دماغ)میں پہنچ جاتے ہیں(جس طرح خون گردش کرتے کرتے اس کے دل یا دماغ تک پہنچ جاتا ہے)''41

**خلاصہ کلام:**

1. علم الاجسام اور اس کی ذیلی شاخوں علم الجنین، جینیات، علم العظام اور نظام دوران خون کے بارے میں احادیث نبویہ میں بے شمار انکشافات موجود ہیں۔
2. جنین کے تخلیقی مراحل، جینیاتی سائنس، دمچی کی ہڈی،انسانی بدن میں دل کا اساسی کردار اور گردش خون سے متعلق احادیث نبویہ میں موجود حقائق جدید میڈیکل سائنس اور جدید علم تشریح الابدان(Anatomy)کی تحقیقات کے عین مطابق ہیں جیسا کہ اس بارے میں طبّی ماہرین کی شہادتیں موجود ہیں۔
3. سائنس جس قدر عروج کو پہنچ جائے تب بھی اسے اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ جن حقائق تک صدیوں کی تحقیقات کے بعد سائنسدانوں کی رسائی ہوہے وہ حقائق علم وحی میں پہلے سے موجود ہیں اور نئی سے نئی سائنسی دریافت علم وحی کی علم سائنس پر بالادستی و برتری اور حقانیت کو ثابت کرتی چلی جائے گی۔
4. جدید طبّی مسائل کی تحقیق و حل کیلئے علماء دین کی کاوشیں قابل قدر ہیں کہ انہوں نے جدید سے جدید مسائل کے بارے میں تفصیلات مہیا کیں،ان کے بارے میں شرعی رہنمائی کی اور ان سے متعلقہ شرعی مسائل کا حل پیش کیا۔
5. جدید میڈیکل سائنس سے متعلقہ بہت سے پہلوؤں کے بارے میں بالخصوص احادیث نبویہ میں رہنمائی موجود ہے دور حاضر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ احادیث مبارکہ سے ان حقائق کو تلاش کر کے ان کے اور جدید طب کے مابین ہم آہنگی کو ثابت کیا جائے تاکہ اس کے ذریعے غیر مسلموں پر اتمام حجت کیا جاسکے اور شکوک وشبہات میں مبتلا کمزور ایمان والے مسلمانوں کے قلوب واذہان کو اشکالات سے پاک کیا جاسکے۔

6. سائنس کے تمام شعبہ جات خصوصا علم الطب میں مسلم سائنسدانوں کی خدمات لازوال ہیں، ان کی متعدد تحقیقات سے آج تک سائنسی ماہرین مستفید ہورہے ہیں اور بہت سے ایسے سائنسی حقائق ہیں جن کا ادراک مغربی سائنسدانوں کو بہت بعد میں ہوا جبکہ مسلمان سائنسدان صدیاں پہلے ان کے بارے میں انکشاف کر چکے تھے۔

---

حوالہ جات

Refrences

[1]محمد ارشد رازی ودیگر، اردو سائنس انسائیکلوپیڈیا(لاہور: اردو سائنس بورڈ، 2010ء)، 8:1490؛ نجیب الحق، علم تشریح الابدان(پشاور: العلم پبلیکیشنز)، 12۔

Muhammad Arshad Razi et al., Urdu Science Encyclopedia (Lahore: Urdu Science Board, 2010), 8:1490; Najeeb-ul-Haq, Ilm Tashreeh-ul-Abdan (Peshawar: Al-Ilm Publications), 12.

[2]القرآن، الذاریات: 21،20۔

Al-Qur'an, Adh-Dhariyat: 20, 21.

[3]عبدالعلی وظفر الاسلام، قرآن اور سائنس (سیمینار مقالات)(علی گڑھ: ادارہ علوم اسلامیہ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، 2003ء)، 164، 165۔

Abdul Ali and Zafar-ul-Islam, Qur'an aur Science (Seminar Maqalat) (Aligarh: Idara Uloom Islamiya, Aligarh Muslim University, 2003), 164, 165.

[4]القرآن، المؤمنون: 12تا14۔

Al-Qur'an, Al-Mu'minun: 12-14.

[5]محمد ابرار اعوان ودیگر، "تخلیق انسانی اور اس کے مراحل سے متعلق قرآنی بیانات کی سائنسی تعبیرات"، (ششماہی تحقیقی مجلہ القمر، جلد۔2، شمارہ۔2، جولائی تا دسمبر 2019ء): 325۔

Muhammad Abrar Awan et al., "Takhleeq-e-Insani aur Uske Marahil se Mutaliq Qur'ani Bayanat ki Scienci Tabeerat," (Shashmahi Tehqeeqi Majalla Al-Qamar, Vol. 2, No. 2, July-December 2019): 325.

[6]ابوالکلام احمد آزاد، تفسیر ترجمان القرآن (لاہور: اسلامی اکادمی)، 2:622تا626۔

Abu-ul-Kalam Ahmad Azad, Tafseer Tarjuman-ul-Qur'an (Lahore: Islami Academy), 2:622-626.

7احمد جان الازہری،عبدالوہاب جان الازہری،''علم الجنین و تخلیق جنین کے مراحل''،(برجس،جلد۔3،شمارہ۔2،جولائی تا دسمبر2016ء):122تا123۔

Ahmad Jan Al-Azhari and Abdul Wahab Jan Al-Azhari, "Ilm-ul-Janeen wa Takhleeq Janeen ke Marahil," (Burjis, Vol. 3, No. 2, July-December 2016): 122-123.

8طاہر القادری،انسان اور کائنات کی تخلیق وارتقاء(لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز،اپریل2013ء)،40۔

Tahir-ul-Qadri, Insan aur Kainat ki Takhleeq wa Irtiqa (Lahore: Minhaj-ul-Qur'an Publications, April 2013), 40.

9محمد بن اسماعیل البخاری،الجامع الصحیح،حدیث:7454؛مسلم بن حجاج القشیری،الجامع الصحیح،حدیث:2643۔

Muhammad bin Isma’il Al-Bukhari, Al-Jami’ al-Sahih, Hadith: 7454; Muslim bin Hajjaj Al-Qushayri, Al-Jami’ al-Sahih, Hadith: 2643.

10 صحیح مسلم(اُردو)،مسلم بن حجاج القشیری،ترجمہ: یحیٰ سلطان جلالپوری(ممبئ: دار العلم،2015ء)،5:112۔

Sahih Muslim (Urdu), Muslim bin Hajjaj Al-Qushayri, trans. Yahya Sultan Jalalpuri (Mumbai: Dar-ul-Ilm, 2015), 5:112.

11مسلم بن حجاج القشیری،الجامع الصحیح،حدیث:2645۔

Muslim bin Hajjaj Al-Qushayri, Al-Jami’ al-Sahih, Hadith: 2645.

12باثرہ شغیف نورانی،''صحیحین کی روایات اور سائنسی حقائق کا تقابلی مطالعہ''(مقالہ ایم ایس علوم اسلامیہ: لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور،2014ء)،117۔

Baathirah Shageef Noorani, "Sahihain ki Riwayat aur Scienci Haqa’iq ka Taqabli Mutala" (MS thesis in Islamic Studies: Lahore College for Women University, Lahore, 2014), 117.

13ڈاکٹر ذاکر نائیک،قرآن اور جدید سائنس،مترجم: عبدالقدوس ہاشمی(واہ کینٹ: الصفہ دار النشر،2006ء)،44،45۔

Dr. Zakir Naik, Qur'an aur Jadeed Science, trans. Abdul Qudus Hashmi (Wah Cantt: Al-Saffa Dar-ul-Nashr, 2006), 44, 45.

14ڈاکٹر ذاکر نائیک،قرآن اور جدید سائنس،مترجم: عبدالقدوس ہاشمی،44،45۔

Dr. Zakir Naik, Qur'an aur Jadeed Science, trans. Abdul Qudus Hashmi, 44, 45.

15عبدالستار حماد،ہدایۃ القاری شرح صحیح البخاری(اُردو)(ریاض: دار السلام)،5:397و483۔

Abdul Sattar Hamad, Hidayat-ul-Qari Sharh Sahih al-Bukhari (Urdu) (Riyadh: Dar-us-Salam), 5:397 and 483.

[16]خالد سیف اللہ رحمانی ودیگر، ڈی این اے ٹیسٹ اور جینیٹک سائنس سے متعلق شرعی مسائل(ایفاء پبلیکیشنز، مئی 2013ء)، 10۔

Khalid Saifullah Rahmani et al., DNA Test aur Genetic Science se Mutaliq Shar'i Masail (Ifa Publications, May 2013), 10.

[17]محمد انور بن اختر، ارشادات نبویؐ اور جدید سائنس(کراچی: ادارہ اشاعت اسلام، جنوری 2001ء)، 92۔

Muhammad Anwar bin Akhtar, Irshadat-e-Nabawi aur Jadeed Science (Karachi: Idara Isha'at Islam, January 2001), 92.

[18]القرآن، الروم: 22۔

Al-Qur'an, Ar-Rum: 22.

[19]القرآن، النساء: 1۔

Al-Qur'an, An-Nisa: 1.

[20]محمد انور میمن، قرآن کے سائنسی انکشافات(کراچی: ادارہ اشاعت اسلام، اکتوبر 2003ء)، 311، 312۔

Muhammad Anwar Memon, Qur'an ke Scienci Inkishafat (Karachi: Idara Isha'at Islam, October 2003), 311, 312.

[21]محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، حدیث: 6847؛ مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح، حدیث: 1500۔

Muhammad bin Isma’il Al-Bukhari, Al-Jami’ al-Sahih, Hadith: 6847; Muslim bin Hajjaj Al-Qushayri, Al-Jami’ al-Sahih, Hadith: 1500.

[22]غلام رسول سعیدی، نعمۃ الباری(نعم الباری) فی شرح صحیح البخاری، 10: 381۔

Ghulam Rasool Saeedi, Nimat-ul-Bari fi Sharh Sahih al-Bukhari, 10:381.

[23]محمد بن عیسی الترمذی، الجامع السنن(بیروت: دار الغرب الاسلامی، 1988ء)، حدیث: 2955۔

Muhammad bin Isa At-Tirmidhi, Al-Jami’ al-Sunan (Beirut: Dar-ul-Gharb Al-Islami, 1988), Hadith: 2955.

[24]محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، حدیث: 3330؛ مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح، حدیث: 1470۔

Muhammad bin Isma’il Al-Bukhari, Al-Jami’ al-Sahih, Hadith: 3330; Muslim bin Hajjaj Al-Qushayri, Al-Jami’ al-Sahih, Hadith: 1470.

[25]ابو بکر البیہقی، شعب الایمان(ریاض: مکتبۃ الرشد، 2003ء) حدیث: 10469۔

Abu Bakr Al-Bayhaqi, Shu’ab Al-Iman (Riyadh: Maktabah Al-Rushd, 2003), Hadith: 10469.

[26]نجیب الحق، علم تشریح الابدان(پشاور: العلم پبلیکیشنز، مارچ 2018ء)، 31تا33۔

Najeeb-ul-Haq, Ilm Tashreeh-ul-Abdan (Peshawar: Al-Ilm Publications, March 2018), 31-33.

[27]انیس احمد، علم العظام(دہلی: نازیہ پرنٹرز، 1986ء)، 86۔

Anees Ahmad, Ilm-ul-Azam (Delhi: Nazia Printers, 1986), 86.

[28]وصی احمد نعمانی، ''دمچی، قرآنی فرمان اور سائنسی تحقیقات''، http://igrfoundation.blogspot.com/

Wasi Ahmad Naumani, "Damchi, Qur'ani Farman aur Scienci Tehqeeqat," http://igrfoundation.blogspot.com/

[29]طارق اقبال سوہدروی، سائنس قرآن کے حضور میں، 221۔

Tariq Iqbal Suhrawardi, Science Qur'an ke Huzoor mein, 221.

[30]محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، حدیث: 4935؛ مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح، حدیث: 2955۔

Muhammad bin Isma'il Al-Bukhari, Al-Jami' al-Sahih, Hadith: 4935; Muslim bin Hajjaj Al-Qushayri, Al-Jami' al-Sahih, Hadith: 2955.

[31]مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح، حدیث: 2955۔

Muslim bin Hajjaj Al-Qushayri, Al-Jami' al-Sahih, Hadith: 2955.

[32]جنید عبدالقیوم، انسانی جسم کے اہم اندرونی اعضاء(مہاراشٹر: اشاعت پریس، اگست2016ء)، 17، 16۔

Junaid Abdul Qayyum, Insani Jism ke Ahem Androoni A'za (Maharashtra: Isha'at Press, August 2016), 16, 17.

[33]محمد بن انور بن اختر، ارشادات نبویؐ اور جدید سائنس، 73۔

Muhammad bin Anwar bin Akhtar, Irshadat-e-Nabawi aur Jadeed Science, 73.

[34]نجیب الحق، علم تشریح الابدان، 104۔

Najeeb-ul-Haq, Ilm Tashreeh-ul-Abdan, 104.

[35]محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، حدیث: 52؛ مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح، حدیث: 1599۔

Muhammad bin Isma'il Al-Bukhari, Al-Jami' al-Sahih, Hadith: 52; Muslim bin Hajjaj Al-Qushayri, Al-Jami' al-Sahih, Hadith: 1599.

[36]احمد بن حنبل الشیبانی، المسند(بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ)، حدیث: 18412۔

Ahmad bin Hanbal Ash-Shaybani, Al-Musnad (Beirut: Mu'assasat Al-Risalah), Hadith: 18412.

[37]عبدالستار حماد، ہدایۃ القاری شرح صحیح البخاری(اُردو)، 1:218۔

Abdul Sattar Hamad, Hidayat-ul-Qari Sharh Sahih al-Bukhari (Urdu), 1:218.

[38]نجیب الحق، علم تشریح الابدان،90تا92؛سرفراز احمد،انسانی جسم،43۔

Najeeb-ul-Haq, Ilm Tashreeh-ul-Abdan, 90-92; Sarfaraz Ahmad, Insani Jism, 43.

[39]نجیب الحق، علم تشریح الابدان، 91؛محمد انور بن اختر،ارشادات نبویؐ اور جدید سائنس،417۔

Najeeb-ul-Haq, Ilm Tashreeh-ul-Abdan, 91; Muhammad Anwar bin Akhtar, Irshadat-e-Nabawi aur Jadeed Science, 417.

[40]محمد بن اسماعیل البخاری،الجامع الصحیح،حدیث:2038؛مسلم بن حجاج القشیری،الجامع الصحیح،حدیث:2174۔

Muhammad bin Isma'il Al-Bukhari, Al-Jami' al-Sahih, Hadith: 2038; Muslim bin Hajjaj Al-Qushayri, Al-Jami' al-Sahih, Hadith: 2174.

[41]غلام رسول سعیدی،نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری،4:561۔

Ghulam Rasool Saeedi, Nimat-ul-Bari fi Sharh Sahih al-Bukhari, 4:561.